سماجی تحفظ اور عصری تحدیات: قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Social Security and Contemporary Challenges: An Analytical Study in the Light of Quran and Sunnah

Dr. Majid Rashid

Assistant Professor
Khwaja Freed University Engineering & Information Technology
Rahim Yar Khan

Email: majid.rashid@kfueit.edu.pk

To cite this article

Dr. Majid Rashid , Vol.5 Issue.1 , Jan– June (2024) Urdu

سماجی تحفظ اور عصری تحدیات: قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Al-Bahis Journal of Islamic Sciences Research, *1*(2), 143 – 153. Retrieved from https://brjisr.com/index.php/brjisr/article/view/14

Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)

ALBAHIS: RESEARCH JOURNAL OF ISLAMIC STUDIES SCIENCES
Jan – June 2024
Vol.5, Issue. 1

سماجی تحفظ اور عصری تحدیات: قرآن وسنت کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

Social Security and Contemporary Challenges: An Analytical Study in the Light of Quran and Sunnah

Abstract

In this entire religion Islam, there are permanent principles to establish the social, economic, moral and spiritual life of man on a strong foundation. In Islam, only Allah Almighty is the owner of supreme power. The purpose of the Islamic state is to make all the people of the state bound by the orders of Allah Almighty and to take care of their social and economic rights. The duties of an Islamic state include all the things that are included in the duties of a modern state, but because the Islamic state is an ideological state, it also has some additional duties, such as the implementation of Islamic rules, the establishment of the Shura system, the protection of human rights, equality, establishment of collective justice and tolerance towards non-Muslims etc. All these are the issues through members of the society get social security and the Islamic state grows. In this article will describe the Various aspects of social security in the light of the Qur'an and the Prophet's life.

Key words: Social security, Qur’an, Prophet’s Life

سماجی تحفظ سے مراد سماجی حقوق کا تحفظ ہے۔ یعنی سماج میں پائے جانے والے تمام طبقات اور افراد کو اپنے حقوق مہیا ہوں۔ تمام افراد کو اپنی جان، مال اور عزت و آبرو کا تحفظ ہو اور کسی طبقہ یا فرد کے حقوق پامال نہ کیے جا رہے ہوں۔ اسلام نے سماجی تحفظ کا تصور کئی صدیوں پہلے ہی دنیا کو عطا کر دیا تھا۔ جس کو کئی الفاظ سے موسوم کیا جاتا ہے جیسے کفالتِ عامہ، اجتماعی کفالت اور خود کفالت وغیرہ۔ اور جدید عربی زبان میں اس کے لیے الرعایۃ الاجتماعیہ کے الفاظ استعمال کیے جاتے ہیں۔ نیز اسلام میں ریاست خود ہر طرح کے سماجی تحفظ کی ذمہ دار ہوتی ہے۔ اہلِ مغرب نے تو اس ذمہ داری کو بہت ہی بعد میں محسوس کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے بعد از ہجرت جب مدینہ منورہ میں اسلام کی پہلی ریاست کی بنیاد رکھی تو اس ذمہ داری کو سرانجام دینے کے لیے آپ ﷺ نے مہاجرین و انصار کے درمیان رشتہ مواخات کو قائم فرمایا۔ اور یوں آپ ﷺ نے مہاجرین کی آبادکاری، خوراک اور روزگار کا فوری انتظام کر کے سماجی تحفظ اور کفالت عامہ کی روشن اور قابلِ تقلید مثال پیش کی۔ اس بارے میں اسلامی ریاست کے ذمہ داروں اور حکمرانوں کے لیے آپ ﷺ کی ہدایت اس حدیث سے واضح ہوتی ہے جس کا مفہوم ہے کہ جو حاکم بھی اپنے دروازے کو ضرورت مندوں، محتاجوں اور مسکین لوگوں کے لیے بند کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بھی آسمان کے دروازوں کو اس کی ضرورت و حاجت اور مسکنت کے لیے بند کر دیتا ہے۔ [1]

[1] الترمذی، ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ، دارالسلام، الریاض، ط2000ء، حدیث 1332

سماجی تحفظ کے بارے میں زمانہ ماضی میں مختلف کتب اور مقالہ جات تحریر کیے گئے جو سیکڑوں صفحات پر محیط ہیں۔ضرورت اس امر کی تھی کہ سماجی تحفظ اور عصری تحدیات کو قرآن سنت کی روشنی میں جامع انداز میں بیان کیا جائے، یہ کام اس آرٹیکل میں کیا گیا ہے۔

اسلامی حکومت کا سربراہ عوام کے لیے انتہائی مہربان ہوتا ہے اور عوام کے ساتھ اس کا رویہ خاندان کے سربراہ کی طرح کا ہوتا ہے۔اور اس طرح وہ ان کی کفالت اور سماجی تحفظ کا نگران ہوتا ہے۔ حضور ﷺ کی تعلیم و تربیت کا اثر تھا کہ آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین اور بعد کے مسلمان حکمرانوں نے اجتماعی کفالت کے اس فریضے کو بخوبی سرانجام دیا۔ حضرت صدیق اکبرؓ کو عوام کے سماجی تحفظ کا کس قدر خیال تھا کہ انتقال کے وقت کے قریب حضرت عائشہؓ سے وصیت فرمائی کہ کفن کے لیے دو کپڑے تو وہی ہیں جو میرے جسم پر موجود ہیں اور ایک کپڑا بازار سے خرید لینا۔اس پر حضرت عائشہؓ نے تینوں کپڑے نئے لینے کا کہا تو فرمایا کہ بیٹی نئے کپڑوں کے زندہ لوگ مردوں کی نسبت زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت عمرؓ خود کو نہ صرف عوام کی سماجی کفالت کا ذمہ دار سمجھتے تھے بلکہ اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہی کا خوف بھی رکھتے تھے۔آپ کا مشہور فرمان ہے:

"لو ماتت شاة علی شاطیء الفرات ضائعة، لظنت ان اللہ سائلی عنها یوم القیامة"

ترجمہ: اگر دریائے فرات کے کنارے پر اگر ایک بکری بھی بے سہارا ہو کر مر گئی تو میرے نزدیک قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مجھ سے اس کے بارے میں سوال کرے گا۔[2]

قرآن و سیرت کے مطالعہ سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے جہاں انسانوں پر انفرادی احکام و فرائض لاگو کیے ہیں وہاں نصف سے زیادہ دین اسلام انسانوں کی اجتماعی کفالت اور سماجی تحفظ کی ضمانت فراہم کرتا ہے۔ذیل میں قرآن و حدیث سے مستنبط سماجی تحفظ کے مختلف پہلوؤں کو ذکر کیا جاتا ہے۔

شرک کی ممانعت میں سماجی تحفظ کا پہلو

اسلام نے شرک کو ممنوع کیا ہے اور سختی سے اس کی ممانعت کی ہے۔ حتیٰ کہ شرک کو ظلمِ عظیم قرار دیا اور یہاں تک فرمادیا کہ اللہ شرک کے علاوہ جو گناہ چاہے گا معاف کر دے گا لیکن شرک کو ہرگز معاف نہیں کرے گا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:" إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا"[3]

"شرک" کا لفظ شرکت سے ماخوذ ہے۔ شرک کہتے ہیں کہ انسان صرف ایک اللہ کی عبادت نہ کرے بلکہ اس کی ذات میں یا اس کی صفات یا افعال میں کسی کو ساجھی قرار دے۔ حالانکہ ایک اللہ ہی انسان کا خالق، مالک اور رازق ہے۔ وہی اس کو نفع یا نقصان پہنچاتا ہے تو عبادت کے لائق بھی صرف وہی ایک اللہ ہی ہو گا۔اس کے علاوہ شرک کی صورت میں ایک انسان ایک ذات کا بندہ نہیں رہتا بلکہ وہ در در کا محتاج ہو جاتا ہے۔ وہ اپنی حاجات و ضروریات کے لیے صرف ایک ذات کے سامنے سر نہیں جھکاتا بلکہ جو بھی اس کو طاقتور نظر آتا ہے وہ اس کے سامنے جھک جاتا ہے۔ وہ در در کی ٹھوکریں کھاتا ہے اور پریشان رہتا ہے۔اس کی اس پریشانی کی حالت کو دیکھ کر بعض دھوکے باز لوگ اس سے مالی نفع اٹھاتے ہیں اور اسے اسی چکر میں ہی رکھتے ہیں۔ جبکہ ایک توحید پرست انسان ایک اللہ کے در کا ہی رہتا ہے۔ وہ مشرک کی طرح در در کی ٹھوکریں نہیں کھاتا اور سکون میں رہتا ہے جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:" أَأَرْبَابٌ مُتَفَرِّقُونَ خَيْرٌ أَمِ اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ"

Al-Tirmizi,Abu Esa Muhammad Bin Esa ,Dar ul Salam , Al-Riyaz, Tua 2000 , Al-Hadith 1332

[2] عتیق الرحمن، صدف سلطان، سماجی تحفظ کا اسلامی تصور۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں، مجلہ الاضواء، شمارہ نمبر 34/2019، 51، پبلشر شیخ زید اسلامک سینٹر، لاہور، حلیة الاولیاء ص 123

Atiq Ur Rehman,Sadaf Sultan , Samaji Tuhfuz ka Islami Tasawer,Seerat Tayyaba ki Roshni me , Mujla Alazwah ,Vol.no.34/2019,51, Publisher Sheikh Zaid Islamic Center , Lahore , hilyat ul Oliyah , Pg. 123

[3] القرآن 4 : 48

Al-Quran 4 : 48

ترجمہ: کیا کئی متفرق معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ جو زبردست ہے۔"[4] اسی طرح جب ایک پورا معاشرہ توحید پرست ہو جاتا ہے اور شرک کی دلدل میں نہیں پھنستا تو وہ سماج کے دھوکے باز لوگوں سے سماجی تحفظ حاصل بھی کر لیتا ہے اور ایک اللہ کے سامنے جھک کر اطمینانِ قلبی بھی حاصل کرتا ہے جیسا کہ فرمانِ الٰہی ہے:"أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوب"[5] ترجمہ: خبردار اللہ کے ذکر کے ساتھ ہی دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔

رسالتِ محمدی ﷺ اور ختمِ نبوت کے اقرار میں سماجی تحفظ کا پہلو

ختم نبوت شریعت اسلامیہ کا خاصہ ہے۔ اور اسلام کا بنیادی عقیدہ ہے جس سے مراد ہے کہ حضرت محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے سچے اور آخری رسول ہیں۔ اور دنیا کی طرف اللہ کی طرف سے آخری ہادی و راہنما ہیں۔ آپ ﷺ کے بعد قیامت تک کوئی اور نبی یا رسول کسی قسم کی ہدایت لے کر نہیں آئے گا جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:" مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِنْ رِجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ "[6] آپ ﷺ کی شریعت کو اللہ تعالیٰ نے ہر لحاظ سے مکمل کر دیا جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے:" اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا"[7] ترجمہ: آج میں نے تمھارے لیے تمھارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا اور تمھارے لیے اسلام کو بطور دین کے راضی ہوا۔ یہ آپ ﷺ ہی کی شریعت کا خاصہ ہے کہ اس میں تمام انفرادی و اجتماعی مسائل کا حل سماجی حقوق کے تحفظ کی صورت میں موجود ہے۔ آپ ﷺ کی شریعت ایک عالمگیر اور جامع شریعت ہے جس میں زندگی کے تمام مسائل کا حل قیامت تک کے آنے والے آخری فرد کے لیے بھی موجود ہے۔ جبکہ یہ دعٰوی دیگر شریعتوں میں موجود نہیں ہے۔ اسلام نے انسانی بچہ پیدا ہونے سے لے کر اس کے زندگی گزارنے اور پھر بعد از موت دفنانے تک کے حقوق کا اس قدر تفصیل سے ذکر کیا ہے کہ سابقہ شریعتوں میں اس کی جامعیت کی نظیر نہیں ملتی۔ بچوں، بوڑھوں، مردوں، عورتوں، رعایا، حکمرانوں، معذوروں، بیماروں، قیدیوں، مسافروں، اساتذہ، تلامذہ، غریبوں اور مفلسوں کے حقوق ہوں یا یتیموں کے، غرض معاشرے کا کوئی بھی ایسا طبقہ یا فرد نہیں جس کے حقوق اسلامی شریعت نے واضح نہ کر دیے ہوں۔ اور ہر ایک کے سماجی حقوق کے تحفظ کو یقینی نہ بنا دیا ہو۔

عقیدہ آخرت کے اقرار میں سماجی تحفظ کا پہلو

عقیدہ آخرت اسلام کا ایک بنیادی عقیدہ ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ دنیا کی یہ زندگی عارضی ہے روزِ قیامت یہ سب کچھ ختم ہو جائے گا۔ حشر میں سب کو دوبارہ زندہ ہونا ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے سامنے حساب و کتاب ہو گا۔ اعمال کا وزن ہو گا۔ اچھے اعمال والے جنت میں جائیں گے جو بڑی خوش عیش جگہ ہے۔ اور برے اعمال والے انسان دوزخ میں جائیں گے جو بڑی عذاب والی اور تکلیف دہ جگہ ہے۔ جنت میں جانے والے لوگ ہمیشہ جنت میں ہی رہیں گے اور دوزخ والے لوگ ہمیشہ دوزخ میں ہی رہیں گے۔ اسی کو ہی آخرت کہتے ہیں۔ اسے قرآن پاک میں یوں بیان کیا گیا ہے:"فَكَيْفَ إِذَا جَمَعْنَاهُمْ لِيَوْمٍ لَا رَيْبَ فِيهِ وَوُفِّيَتْ كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ"[8] ترجمہ: پس کیسا ہو گا جب ہم ان کو اس دن جمع کریں گے، جس میں کوئی شک نہیں اور ہر شخص کو اپنے کیے ہوئے اعمال کا پورا بدلہ دیا

---

[4] القرآن 12 : 39
Al-Quran 12 : 39

[5] القرآن 13 : 28
Al-Quran 13 : 28

[6] القرآن 33 : 40
Al-Quran 33 : 40

[7] القرآن 5 : 3
Al-Quran 5 :3

[8] القرآن 3 : 25
Al-Quran 3 : 25

جائے گااور وہ ظلم نہ کیے جائیں گے۔ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: "وَاتَّقُوا يَوْمًا تُرْجَعُونَ فِيهِ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ"[9] ترجمہ: اور اس دن سے ڈرو جس میں تم اللہ کی طرف لوٹائے جاؤ گے پھر ہر شخص کو پورا بدلہ دیا جائے گا اور ان پر ظلم نہ کیا جائے گا۔

جو شخص اس عقیدہ آخرت کا اقرار کرتا ہے اور دل سے اس کا یقین رکھتا ہے تو اس کا کردار نہایت پاکیزہ اور سوچ بلند ہو جاتی ہے۔ کیونکہ جب اس کے دل میں کوئی ناجائز امر کا خیال آتا ہے یا وہ کسی کا حق مارنے کا خیال کرتا ہے تو اسے فوراً آخرت میں جوابدہی کا خیال دامن گیر ہو جاتا ہے۔ وہ یہ سوچے گا کہ اگر میں نے اس دنیا میں لوگوں کا حق مارا تو مجھے آخرت میں اللہ کے سامنے جواب دینا ہے۔ مجھے اس عمل پر سخت ترین سزا بھی ہو سکتی ہے۔ لہٰذا وہ کسی کا حق نہیں مارے گا اور نہ کوئی ناجائز امر کرے گا۔ اس طرح وہ دوسروں کے حقوق کی حفاظت کرنے والا بن جائے گا۔ اور جب پورا معاشرہ ہی عقیدہ آخرت پر ایمان رکھنے والا ہو گا اور آخرت میں جوابدہی کا خوف ان کو دامن گیر ہو گا تو وہ معاشرہ ایک دوسرے کے حقوق کا خیال رکھنے والا ہو گا۔ دوسروں کو تکلیف دینے کی بجائے ان کی نفع رسانی کا کام کرنے والا ہو گا۔ اس طرح پورے معاشرے کو سماجی و معاشرتی تحفظ حاصل ہو گا۔

عبادات میں سماجی تحفظ کے مختلف پہلو

اگر غور کیا جائے تو پتہ چلتا ہے اللہ تعالیٰ نے جتنی بھی عبادات فرض کی ہیں ان میں اجتماعیت کا پہلو زیادہ غالب ہے۔ چاہے وہ نماز ہو، روزہ ہو، زکوٰۃ ہو، حج ہو، جہاد ہو یا قربانی وغیرہ الغرض ہر عبادت میں اجتماعیت کا پہلو زیادہ غالب ہے جس میں بہت سے سماجی پہلو نکلتے ہیں۔

باجماعت نماز میں سماجی تحفظ و ترقی کے مختلف پہلو

1۔ سماجی ترقی و تحفظ کا پہلا سبب اتحاد ہے۔ جیسا کہ ارشاد خداوندی ہے: "وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا"[10] ترجمہ: اور تم سب کے سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہو اور تفرقہ میں مت پڑو۔ اور اتحاد کو قائم رکھنے کے لیے باجماعت نماز ایک بہترین طریقہ ہے۔ اس کے علاوہ باجماعت نماز کی صورت میں لوگ دوسروں کے حالات سے بھی واقف ہوتے ہیں اور مشکل حالات میں دوسروں کے ساتھ غم خواری کرنے کے ساتھ ساتھ ان میں امدادِ باہمی کا جذبہ بھی پیدا ہوتا ہے۔

2۔ سماجی ترقی و تحفظ کا دوسرا سبب مساوات ہے۔ طبقاتی تقسیم قوموں کو تباہ کر دیتی ہے۔ جیسے ہندوؤں میں چار ذاتیں ہیں جس نے اس قوم کو تباہ و برباد کر کے رکھ دیا۔ ایسی قوم میں اتحاد کبھی ممکن نہیں۔ اسلام اس قسم کی طبقاتی تقسیم کا بالکل قائل نہیں۔ اسلام مساوات کا قائل ہے جس کا عملی نمونہ باجماعت نماز کی صورت میں نظر آتا ہے۔ سب امیر و غریب ایک ہی صف میں کھڑے ہوتے ہیں۔ کبھی امیر دوسری صف میں کھڑا ہو کر پہلی صف میں کھڑے ہوئے غریب کے پاؤں میں سجدہ کر رہا ہوتا ہے۔

3۔ سماجی ترقی و تحفظ کا تیسرا سبب اخوت اور جذبہ ہمدردی ہے۔ نماز مسلمانوں کے درمیان آپس میں بھائی چارہ اور ہمدردی کا جذبہ پیدا کرتی ہے۔ سورۃ فاتحہ میں جب نمازی اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتا ہے کہ تمام تر تعریفوں کے لائق اللہ تعالیٰ ہیں جو تمام جہانوں کا پالنہار ہے تو اس کا دل تمام انسانوں کی ہمدردی کے لیے بھر جاتا ہے۔ اور وہ نمازی صفتِ ربوبیت کے تحت تمام غرباء و مساکین کی مدد کے لیے ذہنی طور پر تیار ہو جاتا ہے۔ اس طرح جب سارا معاشرہ نمازی ہو گا تو ان میں ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کے جذبات اور بڑھیں گے اور نتیجے میں پورے معاشرے کو سماجی تحفظ حاصل ہو گا۔

4۔ سماجی ترقی و تحفظ کا چوتھا سبب امیر کی اطاعت ہے۔ ارشاد ربانی ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِي الْأَمْرِ مِنْكُمْ"[11] ترجمہ: (اے مومنو! اللہ کی فرمانبرداری کرو اور رسول کی فرمانبرداری کرو اور اپنے میں سے صاحبِ امر کی فرمانبرداری کرو) باجماعت نماز مسلمانوں کو اطاعتِ امیر کا درس

---

[9] القرآن 2 : 281

Al-Quran 2 : 281

[10] القرآن 3 : 103

Al-Quran 3 : 103

[11] القرآن 4 : 59

Al-Quran 4 : 59

دیتی ہے۔ باجماعت نماز میں مقتدیوں کو یہ حکم ہے کہ وہ ہر ہر فعل میں اپنے امام کی اطاعت کریں۔ یوں دلوں میں اطاعت امیر کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو سماجی ترقی وتحفظ کے لیے نہیت ضروری ہے۔

زکوٰۃ میں سماجی و معاشی تحفظ کے مختلف پہلو

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے آٹھ مصارف زکوٰۃ بیان کیے ہیں۔ "إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَابْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ "[12] ترجمہ (بے شک زکوٰۃ فقراء اور مساکین کے لیے ہے اور ان لوگوں کے واسطے جو ان پر عامل مقرر ہیں اور ان لوگوں کے لیے جن کے دلوں کو مائل کرنا ہے اور غلاموں کو آزاد کرنے کے لیے اور مقروض لوگوں کے لیے اور اللہ کے راہ میں اور مسافر کے لیے ہے۔ یہ اللہ کی طرف سے ضروری ٹھہرایا گیا ہے اور اللہ جاننے والا ہے حکمت والا ہے) اسلام میں زکوٰۃ سماجی تحفظ کا بہت بڑا ذریعہ ہے۔ ذیل میں چند پہلو ذکر کیے جاتے ہیں۔

1۔ معاشی تحفظ کا بہترین ذریعہ

زکوٰۃ قوم کے معاشی ترقی وتحفظ کا بہترین ذریعہ ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: "يَمْحَقُ اللَّهُ الرِّبَا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ " زکوٰۃ کے اصل معنی بڑھوتی کے ہیں چنانچہ یہ لفظ ہی سماجی ترقی پر دلالت کرتا ہے۔ کسی قوم کی خوشحالی اس میں نہیں کہ ساری دولت چند لوگوں کے ہاتھ میں سمٹ جائے بلکہ تمام قوم کی مجموعی خوشحالی قوم کی اصل خوشحالی کہلاتی ہے۔ جب زکوٰۃ فقراء و مساکین میں تقسیم ہو گی تو دولت چند افراد کے ہاتھوں میں سمٹنے کی بجائے بے شمار افراد کے ہاتھوں میں آ جائے گی۔ اس طرح مالی امداد سے وہ اس لائق ہو سکیں گے کہ وہ اپنے لیے اور اپنے بچوں کے لیے روزی کما سکیں۔ اس طرح پورے ملک کی معاشی حالت مضبوط بنیادوں پر قائم ہو جائے گی۔

2۔ زکوٰۃ غرباء کی کفالت کا بہترین ذریعہ

اسلامی معاشرے میں زکوٰۃ غرباء کی کفالت کا بہترین ذریعہ ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے: "أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ خَمْسَ صَلَوَاتٍ فِي كُلِّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ فَإِنْ هُمْ أَطَاعُوا لِذَلِكَ فَأَعْلِمْهُمْ أَنَّ اللهَ افْتَرَضَ عَلَيْهِمْ صَدَقَةً تُؤْخَذُ مِنْ أَغْنِيَائِهِمْ فَتُرَدُّ فِي فُقَرَائِهِمْ"[13] یعنی اللہ نے ان (مسلمانوں) پر زکوٰۃ کو فرض کیا ہے جو ان کے اُمراء سے لے کر ان کے فقراء میں لوٹادی جاتی ہے۔ اور اس طرح وہ فقراء اس سے اپنی ضروریات پوری کر لیتے ہیں۔

3۔ زکوٰۃ قومی ترقی وخوشحالی کا بہترین ذریعہ ہے

دنیا میں وہی قومیں ترقی کر کے ابھرتی ہیں جو قومی اور ملکی مفاد کی خاطر خرچ کرنا جانتی ہیں۔ شروع اسلام میں مسلمان انتہائی غربت کی حالت میں تھے لیکن انھوں نے اس حالت میں بھی قومی اور ملی مفاد کے لیے مال خرچ کرنے سے دریغ نہیں کیا اور دوسرے مسلمانوں کے لیے دل کھول کر خرچ کیا۔ چناچہ آپ ﷺ نے جب کبھی بھی مسلمانوں سے چندہ کی اپیل کی تو سب نے اپنی حیثیت سے بڑھ کر دیا حتیٰ کہ اگر کسی کے پاس کچھ نہ تھا تو وہ مزدوری سے کما کر آپ ﷺ کو پیش کر دیتا۔ یہ اس قربانی کا نتیجہ ہی تھا کہ یہی قوم ترقی وخوشحالی میں دنیا کی امام بنی۔

---

[12] القرآن 9 : 60

Al-Quran 9 : 60

[13] مسلم بن الحجاج أبو الحسن القشيري، المسند الصحيح المختصر بنقل العدل عن العدل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم، محقق محمد فؤاد عبد الباقي، ناشر دار إحياء التراث العربي، بیروت ،حدیث19،ج1،ص50

Muslim Bin Al-Hijaj Abu ul Hassan al-Qashiri , Al-Musanid Al-Sahih Al-Mukhtasir ,Berute Hadith 19 , Vol. 1 , Pg 50

4۔زکوٰۃ سماج کی اخلاقی حالت کو درست رکھنے کا ذریعہ

غربت، بھوک اور افلاس ہمیشہ جرائم کا سبب بنتے ہیں۔ روز مرہ کے واقعات سے اس بات کا اندازہ لگانا کافی ہے کہ کچھ لوگ مالی تنگی کی وجہ سے چوری، ڈاکہ اور راہزنی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ غربت کی وجہ سے انسان نہ صرف جرائم کا ارتکاب کرتا ہے بلکہ بہت سی اخلاقی برائیوں میں بھی مبتلا ہو جاتا ہے۔ ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ قریب ہے کہ فقر کفر میں مبتلا کر دے۔ ان فقراء و مساکین کی مالی اعانت ہی ان کو ان جرائم اور اخلاقی برائیوں سے باز رکھنے کا ذریعہ ہے۔ اسی طرح سماج بھی ان لوگوں کے جرائم سے تحفظ پا سکے گا۔

روزہ کی فرضیت میں سماجی پہلو

1۔ رمضان کے روزے انسانی ہمدردی اور غم خواری کا پیغام لاتے ہیں۔ اسی لیے رسول اکرم ﷺ نے رمضان کے مہینے کو شہر المواساۃ کہا ہے۔ فطرتِ انسانی ہے کہ جب تک اس کو کسی چیز کا عملی احساس نہ ہو اس وقت تک اس کو اس چیز کی طرف توجہ نہیں ہوتی۔ شریعت اسلامیہ نے امیر لوگوں کو بھوک اور پیاس کا عملی احساس دلانے کے لیے روزوں کو فرض کیا ہے تاکہ ان کو غریبوں کی بھوک اور پیاس کا احساس ہو اور ان کے دلوں میں ان غرباء کے ساتھ ہمدردی اور غم خواری کا جذبہ پیدا ہو۔

2۔ روزہ مساوات اور اتحاد کا بڑا ذریعہ ہے۔ جب ماہِ رمضان آتا ہے تو تمام مسلمانوں میں مساوات کی لہر دوڑ جاتی ہے۔ اور دنیا کے تمام مسلمان ایک حکم خداوندی کے تحت صبح صادق سے غروبِ آفتاب تک کھانے، پینے اور نفسانی خواہشات سے رک جاتے ہیں۔ اور سب مسلمان نیکیوں میں مشغول ہو جاتے ہیں۔ اس طرح رمضان کا مہینہ تمام مسلم دنیا کو سماجی اتحاد اور مساوات کے رشتے سے منسلک کر دیتا ہے۔

فریضہ حج میں سماجی و معاشرتی پہلو

1۔ حج مخلوق کے ساتھ شفقت و محبت کی تعلیم دیتا ہے۔ حج کا احرام باندھنے کے بعد حاجی کو نہ کسی سے لڑنے کی اجازت ہے نہ گالم گلوچ کی اور نہ بد نظری کی۔ یہ سب چیزیں مخلوق سے شفقت کا درس دیتی ہیں۔ ان چیزوں کے بغیر حج مکمل نہیں ہوتا۔ حج بین الممالک سماجوں کے درمیان اتحاد و یگانگت کی نادر مثال ہے۔

2۔ حج تمام انسانوں کو خواہ وہ امیر ہوں یا غریب، سب کو سادہ زندگی گزارنے کی تعلیم دیتا ہے۔ احرام کی دو بغیر سلی چادروں میں ایک یہ حکمت بھی کارفرما ہے کہ انسان کو سادہ زندگی بسر کرنی چاہیے۔ خاص طور پر جب ایک صاحبِ ثروت آدمی سادگی کو اختیار کرتا ہے تو سماج میں طبقاتی تفریق ختم ہو جاتی ہے۔

3۔ حج ایک عالمگیر اتحاد ملی کا ذریعہ ہے جس مسلمانوں کی سیاسی قوت کا مظاہرہ بھی ہوتا ہے اور ساتھ ہی ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھنے اور حل کرنے میں بھی مدد مل سکتی ہے۔ ایامِ حج میں تمام مسلمان پوری دنیا سے ایک جگہ اکٹھے ہوتے ہیں۔ ان ایام میں اگر مسلم ممالک کانفرنسیں منعقد کروائیں تو حج کی ایک بڑی غرض و غایت بھی پوری ہو سکتی ہے۔ اور تمام اسلامی ممالک کا مضبوط اتحاد بھی دنیا کو دکھایا جا سکتا ہے۔

4۔ حج سماجی مساوات کا بہترین نمونہ ہے۔ دنیا کے چاروں کونوں سے مسلمان ایک جگہ جمع ہو کر، ایک لباس میں ملبوس ہو کر کالے، گورے اور امیر و غریب کا فرق ختم کر دیتے ہیں۔

5۔ حج اقتصادی و معاشی ترقی کا ذریعہ ہے کیونکہ اسلام نے حج کے دنوں میں مسلمانوں کو تجارت کرنے سے منع نہیں کیا ہے بلکہ اجازت دی ہے چنانچہ فرمانِ الٰہی ہے: "لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَبْتَغُوا فَضْلًا مِنْ رَبِّكُمْ"[14] (اپنے رب کا فضل تلاش کرنے میں تم پر کوئی حرج نہیں)

حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ ایک عالمی تجارتی منڈی بن جاتا ہے۔ ہر ملک کا صنعتی اور تجارتی سامان منٰی میں لایا جاتا ہے۔ لوگ خرید و فروخت کرتے ہیں۔ اس تجارت سے نہ صرف اہلِ مکہ کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ دیگر اسلامی ممالک کی معیشت بھی مضبوط ہوتی ہے۔[15]

---

[14] القرآن 2 : 198

Al-Quran 2 : 198

[15] چیمہ غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی مطالعہ، چودھری غلام رسول اینڈ سنز پبلشرز، ط2012ء، ص705تا707

Cheema Ghulam Rasool , Mazahib Aalim Ka Taqabili Mutalea , Chouhdri Ghulam Rasool and Sons Publishers ,Tua 2012 , Pg 705 to 707

جہاد میں سماجی تحفظ کے پہلو

جہاد حقیقت میں اسلام اور اسلامی سماج کے تحفظ کے لیے آخری کوشش کا نام ہے۔ جہاد کی اجازت ہی اپنی مدافعت اور حفاظت کے لیے دی گئی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "أُذِنَ لِلَّذِينَ يُقَاتَلُونَ بِأَنَّهُمْ ظُلِمُوا"[16] ترجمہ: اجازت دی گئی ان لوگوں کو جن سے لڑائی کی جاتی ہے بوجہ اس کے کہ ان پر ظلم کیا گیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: "وَقَاتِلُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ الَّذِينَ يُقَاتِلُونَكُمْ"[17] ترجمہ: اور جنگ کرو اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جو تم سے قتال کرتے ہیں۔ اور جہاد کا دوسرا بڑا مقصد احترامِ انسانیت اور مظلوموں کی دستگیری ہے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "وَمَا لَكُمْ لَا تُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ الَّذِينَ يَقُولُونَ رَبَّنَا أَخْرِجْنَا مِنْ هَذِهِ الْقَرْيَةِ الظَّالِمِ أَهْلُهَا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ وَلِيًّا وَاجْعَلْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ نَصِيرًا"[18] یعنی ایمان والوں کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ اللہ کے راستے میں قتال نہیں کرتے حالانکہ کمزور مرد، عورتیں اور بچے کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہمیں اس ظالموں کی بستی سے نکال اور ہمارے لیے اپنی طرف سے کوئی دوست بنا اور بنا اپنی طرف سے کوئی مددگار۔

جہاں تک جہاد بالمال کی بات ہے تو وہ پوری قوم کی ترقی و خوشحالی اور استحکام کا باعث ہے۔ اسی لیے قرآن و حدیث میں انفاق فی سبیل اللہ پر بڑا زور دیا گیا ہے۔ اکثر جگہوں پر نماز کے ساتھ انفاق فی سبیل اللہ کے ذکر کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ روحانی پاکیزگی کے ساتھ ساتھ مالی ترقی کی طرف قدم بڑھانا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ ارشاد ربانی ہے: "فَضَّلَ اللَّهُ الْمُجَاهِدِينَ بِأَمْوَالِهِمْ وَأَنْفُسِهِمْ عَلَى الْقَاعِدِينَ دَرَجَةً وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ الْحُسْنَى"[19] ترجمہ: فضیلت دی ہے اللہ نے اپنے مالوں کے ساتھ اور اپنی جانوں کے ساتھ جہاد کرنے والوں کو گھر میں بیٹھنے والوں پر درجات میں اور سب کے ساتھ اللہ نے جنت کا وعدہ کیا ہے۔

غیر مسلم اقلیتوں کے حقوق اور سماجی تحفظ کا پہلو

اسلام کے کفالتِ عامہ کے اجتماعی پروگرام میں مسلم اور غیر مسلم تمام شہری شامل ہیں۔ اس میں رنگ و نسل اور عقیدہ و مذہب کا کوئی فرق نہیں۔ قرآن و سنت میں مسلم یا غیر مسلم کی کوئی تخصیص نہیں ملتی۔ اس پروگرام سے دونوں مستفید ہو سکتے ہیں۔ اسلامی تاریخ میں کوئی تخصیص نہیں ملتی بلکہ اس بات کے ثبوت ضرور ملتے ہیں کہ کفالت عامہ کے اس پروگرام میں مسلم اور غیر مسلم شہری اسلامی ریاست کی نظر میں برابر ہیں۔ دورِ صدیقی میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے بطور فاتح اہلِ حیرہ سے جو معاہدہ کیا وہ اس مساوات کا ایک دستاویزی ثبوت ہے۔ اس تحریری معاہدے میں وضاحت ہے کہ بیماری، فقر و فاقہ، بڑھاپا اور آفات سماوی و ارضی کی صورت میں ان کو اور ان کے گھر والوں کو تحفظ دیا جائے گا۔[20] یہ پہلا موقع تھا جب ایک فاتح قائد نے ایک مغلوب قوم کو باقاعدہ سماجی تحفظ کی تحریری ضمانت دی۔

---

[16] القرآن 22 : 39
Al-Quran 22 : 39

[17] القرآن 2 : 190
Al-Quran 2 : 190

[18] القرآن 4 : 75
Al-Quran 4 : 75

[19] القرآن 4 : 95
Al-Quran 4 : 95

[20] مقالہ "سماجی تحفظ کا اسلامی تصور۔ سیرت طیبہ کی روشنی میں" ص 129 بحوالہ کتاب الخراج، ص 143
Muqala " Samajhi Tahfuz Ka Islami tasawer- Seerat Tayyaba Ki Roshni Me " Pg 129 Refrences Kitab ul Kharaj , Pg 143

کتبِ فقہ اسلامی میں اتنی صراحت ضرور موجود ہے کہ صدقاتِ واجبہ کے علاوہ بیت المال کے باقی جتنے بھی محاصل ہیں ان سے جس طرح مسلمانوں کی ضروریاتِ زندگی کو پورا کیا جائے گا اسی طرح غیر مسلموں یعنی ذمیوں کی حاجات وضروریات کا بھی خیال رکھا جائے گا۔

قانون کی حکمرانی میں سماجی تحفظ کا پہلو

سماجی تحفظ کے لیے ضروری ہے کہ قانون کی حکمرانی ہو۔ایسا نہ ہو کہ کسی کے لیے قانون اور ہو اور کسی کے لیے کوئی اور۔ کسی کے لیے قانون حرکت میں آتا ہو اور کسی کے لیے نہ آتا ہو۔یعنی قانون کی نظر میں سب برابر ہونے چاہیے۔ حق کا ساتھ دینا چاہیے چاہے وہ اپنے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا قَوَّامِينَ بِالْقِسْطِ شُهَدَاءَ لِلَّهِ وَلَوْ عَلَى أَنْفُسِكُمْ" (اے مومنو! اللہ کے لیے انصاف کے ساتھ گواہی کے لیے کھڑے ہو جاؤ اگرچہ تمھارے اپنے خلاف ہو)

جب قانون کی حکمرانی ہو گی اور اس بارے میں خاندان، قوم، نسل، برادری، علاقہ، کالے، گورے، عربی وعجمی کا فرق نہ کیا جائے گا تو معاشرے کو سماجی تحفظ حاصل ہو گا۔اسلام قانون کی حکمرانی پر اس قدر زور دیتا ہے کہ اس بارے میں جتنے بھی عوامل اثر انداز ہوتے ہے اسلام انہیں یکسر نظر انداز کر دیتا ہے جیسے حسد، عناد، تعصب اور نسلی رقابت وغیرہ۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَآنُ قَوْمٍ عَلَى أَلَّا تَعْدِلُوا"[21] ترجمہ: اور ہرگز برانگیختہ نہ کرے تم کو کسی قوم کی دشمنی اس پر کہ تم عدل نہ کرو۔

بد عنوانی کے خاتمہ میں سماجی تحفظ کا پہلو

بد عنوانی معاشرے کا ناسور ہے۔ وہ کسی بھی صورت میں ہو معاشرے کے لیے تباہ کن ہے۔اقربا پروری ہو یا جعل سازی، حساب وکتاب میں ہیر پھیر ہو یا ملاوٹ، یا ناپ تول میں کمی ہو، یہ سب بد عنوانی کی ہی صورتیں ہیں۔اگر معاشرہ ان سے پاک ہو جائے تو یقیناً اس معاشرے کو سماجی تحفظ حاصل ہو گا۔ حضور ﷺ نے بد عنوانی کے خاتمے کے لیے کئی ہدایات جاری فرمائی ہیں چنانچہ ایک حدیث میں ارشاد ہے جس شخص نے ملاوٹ کی وہ شخص ہم میں سے نہیں ہے۔ ایک اور حدیث میں خیانت کو منافق کی نشانی کہا ہے۔ایک اور حدیث میں ارشادِ نبوی ﷺ ہے: "اگر کوئی مومن دھوکہ کرتا ہے تو وہ مومن نہیں رہتا۔"[22]

معاشی انصاف میں سماجی تحفظ کا پہلو

معاشی انصاف سے مراد یہ ہے کہ معاشی طور پر عدل ہو۔یعنی دولت چند ہاتھوں میں محدود نہ ہو کیونکہ جب دولت کچھ ہاتھوں میں جمع ہو جاتی ہے تو معاشرے کا ایک بڑا حصہ اس سے محروم ہو جاتا ہے۔اسی کو معاشی ناانصافی کہتے ہیں۔اس لیے ایسے اقدامات کرنے چاہیئں جس سے دولت چند ہاتھوں میں جمع نہ رہے۔ جب معاشرے میں معاشی انصاف کا غلبہ ہو گا تو ہر شخص کے مال کا تحفظ ہو گا۔اس کے متعلق آپ ﷺ کا ارشاد ہے: "لایحتکر الا خاطئ" یعنی گناہگار ہی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے۔"[23]

قرآن مجید میں ایسے لوگوں کے لیے وعید کا بیان ہے جو عام استعمال کی چیزیں مانگنے پر بھی نہیں دیتے چنانچہ ارشاد ہوتا ہے: "وَيَمْنَعُونَ الْمَاعُونَ" [24]

معاشی ناانصافی کی جتنی صورتیں تھیں اسلام نے ان کو ممنوع قرار دیا اور اس مقصد کے لیے شریعت نے زکوٰۃ وصدقات، وراثت اور انفاق فی سبیل اللہ کی کئی صورتوں کو مشروع کیا اور افرادِ معاشرہ کو سماجی تحفظ فراہم کیا۔

---

[21] القرآن 5 : 8

Al-Quran 5 : 8

[22] صحیح مسلم، ج1، حدیث 57, ص77

Sahih Muslim , Vol.1,Hadith No. 57 , Pg 77

[23] صحیح مسلم، حدیث 1605

Sahih Muslim , Hadith 1605

[24] القرآن 7 : 107

Al-Quran 7 : 107

امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں سماجی تحفظ کا پہلو

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سماجی تحفظ کا ایک عظیم پہلو مضمر ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے: " كُنتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ "[25]

(تم بہترین امت ہو، لوگوں کے لیے نکالے گئے ہو تم نیکی کا حکم کرتے ہو اور بری باتوں سے منع کرتے ہو)

شریعت کے اس عمومی حکم کے تحت پوری امت مسلمہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کی ذمہ وار ہے۔امت کے ہر فرد کو یہ فریضہ اپنی اپنی طاقت کے مطابق سر انجام دینا ہے گویا مسلمان امت کا عام مزاج نیکی کو اختیار کرنا اور برائی کو چھوڑنا ہے اور معاشرے میں اس کی حوصلہ شکنی کرنا ہے۔ مسلمان اصحاب اقتدار کا ذکر قرآن پاک میں یوں آیا ہے: " الَّذِينَ إِنْ مَكَّنَّاهُمْ فِي الْأَرْضِ أَقَامُوا الصَّلَاةَ وَآتَوُا الزَّكَاةَ وَأَمَرُوا بِالْمَعْرُوفِ وَنَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ وَلِلَّهِ عَاقِبَةُ الْأُمُورِ "[26]

جب معاشرے کی عام فضا یہ ہو گی اور اصحاب اقتدار نیکی کا حکم کریں اور برائی سے منع کریں تو معاشرے کے افراد ایک دوسرے کے حقوق نہیں ماریں گے بلکہ وہ نیکی کے جذبے سے لوگوں کے حقوق تو ادا کریں گے بلکہ ان کو حق سے زیادہ دیں گے جو کہ احسان کا درجہ کہلاتا ہے۔اس طرح معاشرے کے افراد کو سماجی تحفظ حاصل ہو گا۔

اسلامی ریاست کے قیام میں سماجی تحفظ کا پہلو

اسلامی تعلیمات چونکہ انسان کی پوری زندگی پر حاوی ہیں اس لیے اسلامی تعلیمات کو مکمل دین کہا گیا ہے۔ارشاد خداوندی ہے: "اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا "[27]

اس مکمل دین میں انسان کی معاشرتی و معاشی، اخلاقی و روحانی زندگی کو مضبوط بنیادوں پر قائم کرنے کے دائمی اصول موجود ہیں۔اسلام میں اقتدار اعلیٰ کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔اور انسان صرف اجتماعی انتظام کے لیے اللہ کے نائب کی حیثیت رکھتا ہے۔اسلامی ریاست کا مقصد ریاست کے تمام افراد کو خدا تعالیٰ کے حکموں کا پابند بنانا اور ان کی معاشرتی اور معاشی فلاح و بہبود کا خیال رکھنا ہے۔اسلامی ریاست کے فرائض میں وہ تمام باتیں شامل ہیں جو جدید ریاست کے فرائض میں شامل ہیں بلکہ اسلامی ریاست ایک نظریاتی ریاست ہونے کی وجہ سے کچھ زائد فرائض بھی رکھتی ہے مثلاً اسلامی احکام کا نفاذ، نظام شوریٰ کا قیام، انسانی حقوق کا تحفظ، مساوات، اجتماعی عدل کا قیام اور غیر مسلموں سے رواداری وغیرہ۔ یہ سب وہ امور ہیں جن سے معاشرے کے افراد کو سماجی تحفظ حاصل ہوتا ہے اور اسلامی ریاست پروان چڑھتی ہے۔

نتائج

حاصل کلام یہ ہے کہ قرآن و سیرت النبی ﷺ میں سماجی تحفظ کے مختلف پہلوؤں کو واضح انداز میں بیان کیا گیا ہے، جن میں شرک کی ممانعت میں سماجی تحفظ کا پہلو، رسالتِ محمدی ﷺ اور ختم نبوت کے اقرار میں سماجی تحفظ کا پہلو، عقیدہ آخرت کے اقرار میں سماجی تحفظ کا پہلو، عبادات میں سماجی تحفظ کے مختلف پہلوؤں، باجماعت نماز میں سماجی تحفظ کے مختلف پہلو، زکوٰۃ میں سماجی تحفظ کے مختلف پہلو، روزہ کی فرضیت میں سماجی تحفظ کا پہلو، فریضہ حج میں سماجی تحفظ کا پہلو، جہاد میں سماجی تحفظ کا پہلو، قانون کی حکمرانی میں سماجی تحفظ، بدعنوانی کے خاتمہ میں سماجی تحفظ کا پہلو، معاشی انصاف میں سماجی تحفظ، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں سماجی تحفظ اور اسلامی ریاست کے قیام میں سماجی تحفظ کے مختلف پہلو وغیرہ شامل ہیں، ان تمام پہلوؤں کو قرآن و سیرت النبی ﷺ کی روشنی میں بیان کیا گیا ہے

---

[25] القرآن 3 : 110
Al-Quran 3 : 110

[26] القرآن 22 : 41
Al-Quran 22 :41

[27] القرآن 5 : 3
Al-Quran 5 :3

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 4.0 International (CC BY-NC-SA 4.0)